سلسلہ خطبات جمعہ شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب*
ضبط و ترتیب: حافظ محمد سلمان الحق انوار

نعمتیں انعام بھی اور امتحان بھی

اموال و اولاد کا فتنہ۔ رزق حلال، کسب حلال میں اعتدال اور اسراف و تبذیر کی مضرتیں

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔ امابعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم یا ایھا الذین امنوا لا تلھکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ ومن یفعل ذالک فاولئک ھم الخاسرون ۔و انفقوا مما رزقناکم من قبل ان یاتی احدکم الموت فیقول رب لولا اخرتنی الی اجل قریب فاصدق واکن من الصالحین ولن یوخر اللہ نفسا اذا جاء اجلھا واللہ خبیر بما تعملون (سورۃ منافقون پارہ ۲۸)

ترجمہ: اے مومنو! غافل نہ کر دیں تم کو تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کی یاد سے اور جو کوئی یہ کام کرے تو وہی لوگ ہیں خسارہ میں اور خرچ کرو جو کچھ ہمارا دیا ہوا ہے اس سے پہلے کہ آ پہنچے تم میں کسی کو موت اور پھر کہے اے رب کیوں مہلت نہ دی مجھ کو، تھوڑی سی مدت کہ میں خیرات کرتا اور ہو جاتا نیک لوگوں میں۔ اور ہرگز اللہ مہلت نہ دے گا کسی نفس کو جب آ پہونچا اس کا وقتِ موت۔ اور اللہ کو جو کچھ تم کرتے ہو خبر ہے۔

تعطل کی مذمت:

آپ کو یاد ہوگا کہ قریباً دو ہفتے قبل جمعہ کے خطبہ میں ان آیات کی تلاوت کے بعد ان سے متعلق کچھ معروضات پیش کئے تھے درمیان میں سلسلہ میری عدم موجودگی کی وجہ سے منقطع رہا آج پھر ان آیات کی تلاوت کرکے یہ بتلانا مقصود

* نائب مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

ہے کہ گزشتہ وعظ میں دنیا کے مال ومتاع کے برے اثرات اور مذمت کے بیان کا یہ مقصد نہیں کہ ہم ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر وسائل اور اسباب دنیا سے تعلق ہی ختم کر کے آسمان سے رزق نازل ہونے کے انتظار میں گوشہ نشینی اختیار کرلیں۔ الگ بات ہے کہ اگر اللہ پر ایمان پختہ اور عقیدہ اس حد تک راسخ ومضبوط ہو جائے کہ اللہ نے و مامن دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا کے ارشاد کے بموجب ہر ذی روح کو رزق پہونچانے کی ذمہ داری اپنے سر لی ہے تو بغیر وسائل رزق کے اختیار کرنے کے بھی وہ ذات برحق رزق پہونچانے پر قادر ہے' اس کے شواہد اور مثالیں اللہ والوں کے واقعات اور تاریخ میں بکثرت موجود ہیں۔ اس کے لئے شرط خالق و مالک کے ذات وارشادات پر یقین کامل اور عقیدہ کی پختگی کے ساتھ ساتھ انسان کا پیکر صبر ورضا ہونا ضروری ہے۔

کائنات میں رزق رسائی کا وسیع پروگرام:

اس کارخانہ عالم میں جہاں اربوں انسان بستے ہیں۔ اس سے کئی گناہ بڑھ کر کیڑے مکوڑے حیوانات پرندو چرند موجود ہیں جن کو خالق حقیقی نے ان کے درجات کے مطابق روزی پہونچانے کے لئے ایک منظم اور مربوط نظام قائم کیا ہوا ہے۔ حیوانات اور انسانوں کو پیدا کر کے ان کی پرورش کی ذمہ داری خود اپنے ذمہ لینے کے وعدہ کو بہترین طریقہ سے نبھار ہا ہے۔ قرآن میں خود ارشاد فرماتا ہے:

ان اللہ ھو الرزاق ذو القوۃ المتین ۔ (سورۃ الذاریات)

''یقیناً اللہ تعالیٰ ہی سب کو رزق دینے والا مضبوط اور طاقتور ہے۔''

صبح سویرے لاتعداد جانور اپنے غاروں سے اور پرندے اپنے گھونسلوں سے بھوکے پیاسے نکل کر شام کو خوب سیر ہو کر اپنے اپنے ٹھکانوں کو واپس آجاتے ہیں۔

حضور ﷺ کا فرمان ہے:

لو انکم تتوکلون علی اللہ حق توکلہ لرزقکم کما یرزق الطیر تغدو خماصا و تروح بطانا ۔ (ترمذی)

''اگر تم لوگ خدا تعالیٰ پر کامل اعتماد کرلو تو جس طرح وہ پرندوں کو روزی دیتا ہے' اسی طرح تم کو بھی دے گا کہ وہ پرندے صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آجاتے ہیں۔''

دنیا قدموں میں:

آج بھی اگر ایسے متوکلین پیدا ہو جائیں تو کچھ بعید از عقل نہیں کہ جتنا رزق انسان کی تقدیر میں لکھا ہوتا ہے وہ یقیناً اسے ملتا رہے گا خواہ اس کے حاصل کرنے کے لئے یہی حضرت انسان حیلہ اختیار کرے یا نہ کرے جس شخص کی توجہ اور دنیا کی چند روزہ زندگی کا مقصد آخرت ہوتی ہے آخرت کے کاموں کے لئے سفر کرتا ہے اسی مقصد کے لئے اقامت اختیار

کرتا ہے دنیا کے رہنے والوں سے دوستی اور دشمنی کا دارومدار بھی اسی آخرت کی بنیاد پر ہو تو رب العزت بھی اسے دنیا سے بے نیازی اور بے فکری اور استغناء کی نعمت سے مالا مال فرما دیتا ہے۔ دنیا کی وقعت اس کی نظروں سے ختم ہو جاتی ہے' پھر دنیا ذلیل و حقیر بن کر خود بخود اس کے قدموں میں اس کے پاس آ گرتی ہے۔ یہی وہ نصیحت ہے جس کی طرف ہم جیسے دنیا پرستوں کو متوجہ کرنے کے لئے آقائے نامدار ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ ان الله تعالىٰ يقول ابن آدم تفرغ لعبادتي املا صدرك غنى واسد فقرك وان لاتفعل ملات يدك شغلا ولم اسد فقرك (رواہ احمد و مشکوٰۃ)

''حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اے بنی آدم تو اپنے آپ کو میری عبادت کے لئے فارغ کر دے میں تیرے سینے کو غنا سے بھر دوں' اور تیرے فقر کو ختم کر دوں گا اگر تو ایسا نہیں کرے گا تو میں تمہیں دنیا کے مشاغل میں تو مصروف کر دوں گا اور باوجود اس کے تیرا فقر ختم نہ ہوگا۔''

قربان جایئے محسن کائنات ؐ کے ایک ایک ارشاد سے کہ کچھ اوپر چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی ان کا ہر جملہ سچائی اور حقانیت کا علمبردار بن کر پوری انسانیت کو دعوت فکر دے رہا ہے۔ ہم جیسے نام کے مسلمانوں نے جب ان نصائح و مواعظ پر عمل کرنا چھوڑ دیا تو غفلت اور رسوائی کے اندھیروں میں بھٹک گئے۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ:

والد محترم برد اللہ مضجعہ اپنے مواعظ میں اکثر و بیشتر اپنے اکابر و اسلاف کے واقعات کے ضمن میں فرمایا کرتے تھے کہ کئی مواقع پر ہندوستان کے بڑے بڑے نوابوں' جاگیرداروں اور سرمایہ داروں نے ان بزرگوں کی خدمت میں خطیر رقوم پیش کیں مگر حقارت سے ان رقوم کو ٹھکرانے کے بعد ان دولتمندوں نے اپنے عطیات ان بزرگوں اور ان کے شاگردوں کے جوتوں میں ڈال کر حضور ؐ کے اس فرمان کہ (جس شخص کا اللہ پر توکل ہو اس کی طلب رضا میں مگن ہو اللہ تعالیٰ ساتوں زمینوں اور آسمانوں کو اس کے رزق کا ذمہ دار بنا دیتا ہے' وہ سب کے سب اس کو حلال رزق پہونچانے مین کوتاہی نہیں کرتے اور یہ شخص بغیر حساب کے اپنی روزی کو پورا کر لیتا ہے) پر مہر تصدیق ثبت کر لیتے' صرف یہی نہیں بلکہ والد مرحوم کی پوری زندگی آپکے ساتھ گزری ہندوستان سے آ کر اس چھوٹی سی بستی میں دارالعلوم حقانیہ کی داغ بیل ڈالی۔ مال و دولت اور نہ وسائل و ذرائع۔ اللہ پر کامل توکل اور اعتماد کے اس مقام پر فائز تھے کہ اس ادارہ کے لئے خود کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ فرمایا' بلکہ دارالعلوم کے ارکان اور اپنے ساتھیوں کو بھی اپنے پاس آئے ہوئے مالدار مہمان کو اشارۃً و کنایۃً دارالعلوم کی مالی امداد کی طرف راغب کرنے سے منع فرماتے' اسی توکل اور اللہ پر بھروسہ اور استغناء کا نتیجہ آج آپ کے سامنے ہے کہ دین کی خدمت کے لئے بنائے ہوئے اس چھوٹے سے ادارہ کو اللہ نے چار دانگ عالم میں وہ شہرت بخشی

کہ جولوگ اس چھوٹے گاؤں سے تعلق سکونت رکھتے ہیں پاکستان سے باہر جا کر وہاں لوگ ایسے شخص کو بھی اسی نسبت سے عقیدت واحترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

جب انسان دنیا کے پیچھے لگ جائے:

اب ذرا اس شخص کی حالت جس کا مقصد صرف اور صرف دنیا حاصل کرنا ہو دیکھئے جس کے بارے میں حضرت ابوذرؓ آقائے نامدارﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ حضورﷺ نے فرمایا:

''جو شخص دنیا کے پیچھے لگ جائے اس کا اللہ تعالیٰ سے کوئی واسطہ نہیں اور جس کو مسلمانوں کی خیر خواہی اور بھلائی کا فکر و خیال نہ ہو' اس کو مسلمانوں سے کوئی واسطہ نہیں اور جو دنیوی مقاصد حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو رضا اور خوشی سے ذلیل کرے اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔''

بات لمبی ہوگئی خلاصہ یہ کہ دنیاوی زندگی اگر کسی کی ہزار سال بھی ہوگی تو ایک دن ختم ہونے کو ہے اس دوران بے شمار دولت جمع کر لی جائے تو ماسوائے چند گز کفن کے سب کچھ یہاں ہی چھوڑنا ہے اس کے مقابلہ میں آخرت کی زندگی کو اختتام نہیں اس نہ ختم ہونے والی زندگی کے لئے جو ذخیرہ کیا ہے' وہی ساتھ جانا ہے اور اس لامتناہی زندگی میں فوز وفلاح کا دارومدار انہی اعمال حسنہ پر ہے جو دنیا میں کر کے موت کے بعد قبر میں بھی کام آنے والے' میدان محشر کی سختی سے بچانے والے اور جنت میں داخلہ کے لئے سند اور ٹکٹ کی حیثیت رکھتے ہیں اب اسی واضح صورتحال میں آپ ہی اندازہ کر لیں کہ دانا اور عقل مند کون سا شخص ہے ایسی چیز کو اختیار کرنے والا جو ہمیشہ اس کے پاس رہے گی اور اس کا فائدہ نہ ختم ہونے والا ابدی ہو یا وہ انسان جو ایسی اشیاء کو حاصل کرنے والا ہو جو کسی طرح بھی ہمیشہ اس کے پاس نہ رہے گی اور اس کا نفع بھی وقتی' فانی' اور عارضی ہو۔ ہمارے ذہنوں پر پردہ پڑا ہوا ہے یہ دنیا جس کی مثال لمبے سفر پر جانے والے مسافر کے لئے کسی ہوٹل یا سٹاپ پر کچھ دیر کے لئے قیام کرنے کی مدت سے بھی آخرت کے مقابلے میں کم ہے کے زیب وزینت اور ٹھاٹ باٹ پر دل لگائے بیٹھے ہیں' ایسے شخص کو احمق کے علاوہ اور کس نام سے یاد کیا جائے گا۔

رزق حلال کے وسائل اختیار کرنا مسنون ہے:

لیکن مذمت دنیا کے اس لمبے چوڑے بیان سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ انسان اگر دین کے مطابق دنیا میں رہنا چاہے اسلامی احکامات پر عمل پیرا ہونے کا خواہشمند ہو تو اس کے لئے دنیا کو بالکل ترک کرنا ہوگا جیسے کہ پہلے بھی کہہ چکا ہوں ہمارے ظرف میں اتنی وسعت ہے اور نہ توکل کے اس مقام پر ہم فائز ہیں اللہ اور اس کے محبوب رسولﷺ بھی ہم سے یہ مطالبہ نہیں کرتے کہ انسان معذور لوگوں کی طرح ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ جائے فاقوں پر فاقے گزار کر آسمان سے دسترخوان اترنے کا منتظر رہے بلکہ قرآن اور حضورﷺ کی اپنی تعلیمات میں بے شمار مقامات پر روزی کمانے اور مال حاصل کرنے کی ترغیبات موجود ہیں' جائز طریقوں سے رزق پیدا کرنا اور اس کے لئے حلال وسائل اختیار کرنا فرض ہے انبیاء

اور نیک لوگوں، بزرگوں کے حالات وواقعات سے آپ آگاہ ہیں سب نے حلال وسائل اختیار کر کے اپنے اور اہل وعیال کیلئے رزق کمایا، اپنے اپنے دور کے بڑے بڑے فقہاء، مجتہدین، محدثین اور علماء سب کے سب رزق حلال حاصل کرنے کے کسی نہ کسی شعبہ سے منسلک رہے ان کو معلوم تھا کہ احکام الٰہی ادا کرنے کے بعد حلال کمائی کی طلب بھی بہت ضروری ہے کیونکہ تمام عبادات کا دارومدار اسی پر ہے۔ عیسائیت اور بعض دیگر مذاہب میں انسان اس وقت تک اللہ کا حقیقی بندہ نہیں بن سکتا جب تک گھر و جائیداد، بیوی و بچے، اور تمام کاروبار دنیا ترک نہ کردے اسلام نے اس عقیدہ اور رہبانیت کی لارھبانیة فی الاسلام کہہ کر تردید کردی کہ اسلام میں اس تصور کی قطعاً گنجائش نہیں بلکہ اس عقیدہ کے برعکس قرآن وحدیث میں کئی مواقع پر حلال مال کمانے کی ترغیب دی گئی۔ اور حلال کمائی کے لئے محنت اور کوشش کرنے والوں کا ذکر تعریف وتحسین کے ساتھ کیا گیا۔

ارشاد ربانی ہے:

وآخرون یضربون فی الارض یبتغون من فضل اللہ

''اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو زمین پر چلتے پھرتے ہیں اور اللہ کے فضل یعنی رزق کو ڈھونڈتے ہیں۔''

دوسری جگہ جمعہ کی اہم عبادت سے فراغت کے فوراً بعد اور کاموں میں مشغول ہونے کی بجائے اللہ کے فضل یعنی رزق حلال کے لئے زمین میں پھیل جانے کا ارشاد ہے۔

فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ (الایة)

پھر جب نماز سے فارغ ہو چکے تو زمین میں پھیل کر خدا کا فضل (رزق حلال) تلاش کرو۔

حضورؐ کا ارشاد ہے:

ما اکل احد طعاما قط من ان یاکل من عمل یدیه وان نبی اللہ داؤد کان یاکل من عمل یدیه (بخاری)

انسان جو کھانا کھاتا ہے اس میں سب سے بہتر وہ کھانا ہے جو اپنے ہاتھ سے کمائے۔ اللہ کے پیغمبر حضرت داؤدؑ اپنے ہاتھوں سے کما کر کھایا کرتے تھے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

قیل یارسول اللہ ای الکسب اطیب قال عمل الرجل بیدہ وکل بیع مبرور۔

پوچھا گیا حضورؐ سے یارسول اللہؐ کون سی کمائی حلال وپاکیزہ ہے آپؐ نے فرمایا آدمی کی اپنے ہاتھ سے حاصل کی ہوئی کمائی اور ہر وہ تجارت جس میں دھوکہ اور خیانت نہ ہو۔

کسب حلال کی ترغیب اور نمونہ عمل:

یہ ترغیب وتلقین صرف قول کی حد تک نہ تھی بلکہ آپ نے بچپن میں بکریاں چرائیں، حافظ ابن کثیر کے مطابق آپ نے نبوت ملنے سے پہلے پورے بارہ سال تک تجارت کی آپ کی تجارت میں اتنی برکت رہی کہ جو شریک ہوتا وہ بھی کافی نفع حاصل کر لیتا آپ کا مالِ تجارت شام، بحرین وغیرہ کے بازاروں میں بکنے کے لئے بھیجا جاتا تھا کئی دفعہ خود تجارت کی غرض سے دور دراز ملکوں کا سفر کیا گویا عملی حیثیت سے بھی آپ نے حلال رزق کمانے کو اہمیت دے کر امت کے لئے بہترین مثال قائم کر دی۔

خلاصہ یہ کہ اسلام اور شارعؑ نے روزی کمانے کی ترغیب وتحسین بیان کر کے کبھی بھی دوسرے کے سہارے زکوٰۃ وصدقات پر گزارہ کرنے والے شخص کی حوصلہ افزائی نہیں فرمائی اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی عرض کر دوں کہ قرآن وحدیث کی کئی آیات وحضورؐ کے ارشادات اس بات پر بھی زور دے رہے ہیں کہ جو مال بھی حلال وسائل سے تمہاری ملکیت میں آجائے اس کو ذاتی ملکیت سمجھ کر اپنے اور اپنی اولاد کے لئے مختص کرنے کی بجائے اس میں اس مال کے حقیقی مالک اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق تصرف کرنا ہے۔

انفاق فی سبیل اللہ:

مال تو اللہ کی امانت ہے جس میں اس کی ہدایات کے برعکس اپنی پسند وناپسند کا عمل دخل خیانت ہے اور یہی وجہ ہے کہ اسلام نے مال کا انفاق یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے پر بڑی شد ومد سے زور دیتے ہوئے اس کے کئی مصارف بھی متعین فرما دیئے تاکہ مسلمان کی نظر دوسروں سے لینے کے بجائے جو کچھ بھی اپنی استطاعت کے مطابق ہو سکے دینا اور اللہ کی راہ میں تقسیم کرنے پر رہنی چاہیے۔ ایک طرف اگر حلال کمائی کی طرف توجہ دلائی جا رہی ہے تو اس کے ساتھ ساتھ غریب ونادار بے بس اور ناتواں لوگوں کی دادرسی پر اس سے بڑھ کر زور دیا جا رہا ہے حضرت ابوہریرہؓ کے سوال کے جواب میں کہ سب سے بہتر صدقہ کون سا ہے، حضورؐ نے فرمایا، کہ وہ غریب جو اپنی محنت مزدوری سے کچھ کما کر دوسرے محتاج کو دے دے وہ افضل وبہترین صدقہ ہے اور جو دولت مند کمائی ہوئی دولت پر سانپ کی طرح بیٹھ کر صدقہ وخیرات کے ذریعے اپنی آخرت کو سنوارنے سے غافل رہیں ان کے بارے میں حضور سرور کونین ﷺ نے بار بار سخت الفاظ میں مذمت فرماتے ہوئے اپنے آقا کی مرضی کے مطابق انفاق کی تلقین کی کیونکہ صدقہ وخیرات کرنے والا شخص قیامت کے دن اپنے اس اللہ کی راہ میں خرچ کر دینے والے صدقہ اور خیرات کے سایہ ہی میں رحمت خداوندی سے لطف اندوز ہوگا اور یہ بھی یاد رکھیں کہ جو فرد اپنے مال ودولت کو اپنے اور اپنے اہل وعیال کے کھانا پینے کی مَد میں خرچ کرے وہ بیت الخلاء میں جمع ہونا ہے البتہ جو کچھ یہی شخص مساکین وفقراء اور محتاجوں پر بطور صدقہ خرچ کرے گا اس کو اپنے لئے آخرت کے اکاؤنٹ میں جمع کرکے وہاں اللہ کے اجر وانعام کا مستحق قرار پائے گا۔

حضورؐ کا فرمان ہے

عن انس عن النبی ﷺ قال یجاء بابن آدم یوم القیامة کانه بذج فیوقف بین یدی الله فیقول له' اعطیتک وخولتک وانعمت علیک فما صنعت فیقول رب جمعته' وثمرته وترکته' اکثر ماکان فارجعنی اتک به کله فیقول له' ارنی ماقدمت فیقول رب جمعته وثمرته وترکته اکثر ماکان فارجعنی اتک به کله فاذا عبدلم یقدم خیراً فیمضی به الی النار۔ (ترمذی)

حضرت انسؓ حضورﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضورﷺ نے فرمایا قیامت کے دن ابن آدم کو اس حقارت اور ذلت سے پیش کیا جائے گا جیسے کہ وہ بکری کا بچہ ہو اسے اللہ کے سامنے کھڑا کر کے اس سے فرشتوں کے ذریعہ یا اللہ خود براہ راست پوچھے گا کہ میں نے تمہیں زندگی' صحت' عافیت مال و دولت' عزت و مرتبہ الغرض ان گنت نعمتیں عطا کیں پس ان بے شمار انعامات کے بدلے کیا کیا' ان انعامات و کرامات کو اللہ کی مرضی اور بتائے ہوئے اصولوں اور احکامات کی روشنی میں بروئے کار لایا' یا ان کو صرف اپنی خواہشاتِ نفسانی کی تکمیل کے لئے زینہ بنایا۔

جواب میں کہے گا پروردگار میں نے تو آپ کے دیئے ہوئے دولت کو مال بڑھانے کے شعبوں میں مثلاً تجارت و کاروبار وغیرہ میں لگا کر کئی گنا زیادہ اور جمع کرنے کے بعد دنیا میں چھوڑ کر یہاں آیا' اب آپ مجھے دنیا میں واپس جانے کی اجازت دے دیں تاکہ وہ سب کچھ آپ کی راہ میں خرچ کر کے اس کا اجر وثواب لینے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں' باری تعالیٰ فرمائے گا دنیا میں دوبارہ بھیجنا تو ممکن نہیں البتہ یہ بتاؤ کہ تم نے اس مال کا کوئی حصہ میری راہ میں خرچ کر کے اپنے لئے ذخیرہ آخرت اور ثواب کمانے کا ذریعہ بنا کر یہاں کے لئے بھی کچھ اپنے آگے بھیجا ہے یا نہیں' روز آخرت کے کاموں میں چونکہ اس نے مال کا کوئی حصہ خرچ کیا ہی نہ ہوگا اس لئے بار بار وہی ایک بات دہراتا رہے گا کہ یا اللہ میں نے اس مال کو خوب بڑھایا' جمع کرتا رہا' اپنے پیچھے چھوڑ دیا ہے دوبارہ دنیا میں بھیج دے تاکہ تیری مرضیات پر چل کر خرچ کر کے آخرت میں نجات یافتہ بندوں میں شامل ہو جاؤں۔ عذرِ معقول پیش نہ کرنے کی وجہ سے اس کو دوزخ بھیجنے کا حکم جاری کر دیا جائے گا۔

ایک دوسرے موقع پر آنحضرتؐ نے تین باتوں کے سچے اور یقینی ہونے پر قسم اٹھاتے ہوئے فرمایا کہ ان تینوں میں سے ایک یہ کہ مسلمان کا مال خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی وجہ سے کم نہیں ہوتا اگرچہ ظاہری طور پر صدقہ و خیرات سے کمی مال کی محسوس ہوتی ہے مگر درحقیقت اس میں کوئی نقصان اور کمی نہیں آتی دنیاوی اعتبار سے بھی اللہ اپنی رضا کے لئے خرچ کئے گئے مال کا کئی گنا زیادہ بدلہ دیتے ہیں اور آخرت میں اس کا بدلہ اجر وثواب کی صورت میں ملنا بھی (انفاق لوجہ اللہ

ہوتو) یقینی ہے۔

مال واولاد کی محبت:

اس دنیامین انسان کی سب سے بڑی کمزوری اس کا مال واولاد ہے' زیادہ تر گناہوں کے ارتکاب میں ان دو امور کا عمل دخل ہوتا ہے۔ مال کے حاصل کرنے کے لئے حرام ذرائع وراستے اختیار کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ اسی کی خاطر حیات دائمی سے غافل اور حیات فانی میں منہمک رہ کرادنی مقصد کے لئے اعلیٰ مقصد چھوڑ دیتا ہے اور پھر یہ سلسلہ انسان کی اپنی زندگی تک محدود نہیں رہتا بلکہ یہ تصور لاحق ہوجاتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ حاصل کرکے اولاد کے لئے بھی مال و دولت کا انبار چھوڑا جائے۔

اسی مال واولاد کے غم اور فکر میں انسان اللہ کی یاد اور ذکر وعبادت سے غافل ہوجاتا ہے' خطبہ کی ابتداء میں تلاوت کی گئی آیات کی پہلی آیت میں ہمارے لئے یہ درس ہے کہ مال واولاد کی محبت میں میانہ روی کو چھوڑ کر اس مقام تک نہ جائیں کہ یہ دونوں اشیاء اللہ کی یاد سے مدہوش ہونے کا ذریعہ بن جائے۔ ایک خاص حد تک تو دنیا کے اسباب معیشت سے استفادہ کرنا اور اس سے ربط وتعلق قائم رکھنے کی اجازت ہے مگر ان کی محبت میں گرفتار ہوکر اوامر ونواہی میں کوتاہی کرنا' حرام وحلال کا فرق ختم کردینا بہت بڑے زیان اور اخروی تباہی ہے۔

مال واولاد کی محبت میں شرعی حدود وقیود کو کراس کرنے کے علاج اور خواب غفلت سے بیداری کے لئے دوسری آیت میں مالک حقیقی علاج تجویز فرمارہے ہیں کہ ہم نے جو مال ومتاع تم کو بطور امانت دیا ہے اس میں جو حقوق اللہ کی طرف سے لازم کئے گئے خواہ زکوٰۃ کی شکل میں ہو۔

حسنات میں تعجیل محمود ہے:

خیرات یا حج ہو' فقراء ومساکین پر خرچ کرنا ہو موت سے پہلے ہی تمام حقوق ادا کردو کیونکہ جب موت کے اثرات نمایاں ہوجائیں اس وقت انفاق فی سبیل اللہ پر وہ ثمرات مرتب نہیں ہوتے جو حالت صحت وعافیت میں ملتے ہیں' جوانی اور صحت میں خرچ کرتے وقت غیر شعوری وغیر ارادی طور پر یہ خدشات رہتے ہیں کہ اگر اللہ کی راہ میں کچھ خرچ کیا جاوے تو مال میں ظاہری طور پر کمی آجائے گی' اسی خدشہ اور وہم کو رد کرکے خرچ کرنے پر زور دیا جارہا ہے کہ اللہ کی خوشنودی کے لئے جانی ومالی جو عبادت کرنی ہے' وہ صحت وقوت کی حالت میں کی جائے۔

حضرت ابوہریرہؓ حضورؐ سے نقل فرمارہے ہیں کہ آپؐ سے پوچھا گیا کہ کون سا ایسا صدقہ ہے جو زیادہ اجر وثواب کا باعث ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں ایسی حالت میں خرچ کرنا جب کہ خرچ کرنے والا انسان اپنے ہوش وحواس قائم رکھے ہوئے تندرست وتوانا ہو' نیز یہ خوف بھی ہو کہ اگر اللہ کی راہ میں خرچ کرڈالا تو محتاج نہ ہوجاؤں' ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرمایا' صدقات اور خیرات کو اس وقت تک موخر نہ کرو کہ روح نکلنے کا وقت آجائے پھر نفقات اور صدقات کی

وصیت کرنے لگ جاؤ۔

اسی طرح ابوداؤد کی روایت میں سید الرسل ﷺ کا ارشاد ہے

لان یتصدق المرء فی حیاته خیر له من ان یتصدق بمأة عند موته

''انسان کا اپنی زندگی میں ایک درہم خرچ کرنا موت کے وقت سو درہم خرچ کرنے سے بہتر ہے۔''

یہی صورتحال صرف صدقات کی نہیں بلکہ تمام اعمال صالح کے کرنے کا وقت مرگ سے پہلے کا زمانہ ہے ورنہ جیسا کہ اس آیت کے آخری حصہ میں ذکر ہے کہ نزع کی سخت حالت دیکھ کر ہر وہ شخص جس نے صحت کے دور میں دنیا کی محبت میں گرفتار ہو کر نماز، روزہ، حج، زکوۃ و خیرات وغیرہ عبادات کی طرف توجہ ہی نہ دی اس خواہش کا اظہار کرے گا کہ کاش اگر مجھے دنیا میں کچھ عرصہ مزید چھوڑ کر مہلت دی جائے تو میں بھی صدقات وعبادات کر کے نیکوکار لوگوں کے زمرہ میں شامل ہو جاؤں گا۔ اللہ مالک الملک ہے ہر چیز اور کام کرنے پر قادر ہے مزید مہلت اور عمر بھی دے سکتا ہے مگر عمر کے ایک طویل سلسلے کا مقصد ہی اللہ کی عبادت اور نفس وشہوات کا رخ اللہ کی طرف موڑنا تھا جواب تک اس مقصد حیات سے لاپرواہی برتتا رہا اس لئے اللہ تعالیٰ بھی اپنی عادت کے بموجب اس کی اس خواہش کو مسترد کر دے گا کہ اب مزید عمل کرنے کا وقت باقی نہیں رہا جو کرنے کا وقت تھا وہ مال واولاد کے غرور میں مبتلا رہ کر ضائع کر دیا۔ ''فانی'' کے حصول کے لئے ''باقی'' سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ انجام یہ ہوا کہ ''نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم''

اپنی آخرت کو بھی کھودیا اور دنیا میں بھی قلبی سکون حاصل نہ رہے جس شخص کی جتنی عمر تقدیر ازل میں لکھ دی گئی ہے اس کے پورا ہونے پر ایک سیکنڈ کی بھی مزید مہلت نہیں دی جاسکتی کیونکہ اللہ علیم بذات الصدور ہے اس کو ہمارے گزشتہ اور آئندہ کے تمام اعمال وارادوں کا علم ہے اسے معلوم ہے کہ اگر اس کنجوس کو مزید عمر و مہلت دی گئی تو یہ اپنے نفس امارہ بالسوء کی خواہشات کی تکمیل میں وہی کچھ کرے گا جو پہلے کر چکا ہے۔ اللهم وفقنا لما تحب وترضى

اللہ مجھے اور آپ سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق دے کر تمام عادات واخلاق رذیلہ سے محفوظ فرمائے۔

موتمر المصنفین کی نئی پیشکش

خطبات حق

افادات: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

اصلاحی، علمی ودعوتی اور تعلیمی خطبات وتقاریر کے نہایت عالمانہ مجموعہ علم وعمل، عروج زوال دین اور شریعت کے ہر پہلو پر حاوی ارشادات

مرتبہ: مولانا مفتی مختار اللہ حقانی

قیمت: ۱۵۰/-

صفحات: ۲۵۰